© rasailojaraid.com

سرزمین اسپین کا ایک نامور عالم ابوحیان

دوسری اور آخری قسط

ڈاکٹر شاہد اسلم قاسمی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

استاذ ابوحیان نے جب اس قسم کی روایات حسن عقیدت کے ساتھ بیان کی ہیں تو یقین کر لینا چاہیئے کہ ان کو صوفیائے کرام کی جانب سے کسی قسم کا سعرلہن نہ تھا اور جو کچھ انہوں نے مخالفت کی ہے اس میں صرف وہ لوگ مخاطب ہیں جو ہمارے زمانے کے اکثر پیرزادوں کی طرح فریب ومکر کے ساتھ دعوے نصیحت اور تصوف کیا کرتے ہیں بلکہ ایک بے مثل قطعہ ابوحیان کو صاف بتا رہا ہے کہ ان کو اپنے ہم عصر مکار اور فریبی مدعیان تصوف ہی سے مخالفت کی تھی اس قطعہ کے دو شعر جن سے ان کی غرض ظاہر ہو گی ہم نقل کئے دیتے ہیں۔

ومن یکن مدعی منہم صلاحاً — فزندیق تغلغل فی الضلال

فینہب مالہم ویصیب منہم — نسائہم بمقبوح انفعال

یعنی ان میں سے جو کوئی فلاح وتقویٰ کا مدعی ہے وہ ایک زندیق ہے کہ وادی ضلالت میں گمراہ ہو گیا ہے وہ مریدوں کا مال لوٹتا ہے اور ان کی عورتوں سے برے کام لیتا ہے۔

علامہ کی نحو میں ناموری:

ابوحیان کو زیادہ شہرت خاص علم نحو میں حاصل ہوئی اور اسی شہرت کی وجہ سے وہ نحو کے بہت بڑے امام تسلیم کئے جانے لگے جلال الدین سیوطی نے نحو میں جو کتاب جمع الجوامع لکھی ہے اس کی نسبت خود اعتراف کرتے ہیں کہ میں نے اس میں جو کچھ لکھا ہے۔ ابوحیان کی تصنیفات سے کے لکھا ہے اور جمع الجوامع ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کے مثل نحو میں کم کوئی کتاب نظر آئے گی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خصوصاً جب یہ خیال کیا جائے کہ ابوحیان نے نحو میں تنقیدیں کی ہیں بالکل تنقید نہیں اوراپنی تحقیقات میں کل اساتذہ سبق سے علیحدہ ہوگئے ہیں تو حیرت معلوم ہوتی ہے کہ نحو کے دائرے میں اس استاذ یگانہ نے کیونکر اجتہاد کا جھنڈا بلند کیا۔

ابوحیان کی مدح وثنا میں مورخین نے جس زور آور سے کام لیا ہے۔ اور ان کی وقعت ثابت کرنے میں جیسی قوت تحریر دکھائی ہے اس کو دیکھ کر شاید عام لوگوں کو یہ دھوکا ہوگا کہ وہ آواز صرف مبالغہ پر محمول ہیں۔

صلاح الدین صفدی نے بہت بڑی طولانی عبارت میں صاف لکھ دیا ہے کہ "کان امیر المؤمنین فی النحو" اور اس جملہ کے بعد اس شدومد سے تعریف کی ہے کہ تمام ائمہ نحو کو ابوحیان کے آگے طفل مکتب بنا دیا ہے۔

"سیبویہ، اخفش، فراء، یزیدی، کسائی، کسی کی کوئی اصل وحقیقت نہیں باقی رکھی۔"

اجازت روایت لینا:

علامہ صفدی جو آخر عہد میں ابوحیان کے معاصر تھے انہوں نے ایک خط کے ذریعہ ابوحیان سے ان کی تمام تصانیف اور دیگر تمام کتب کی روایت کرنے کی اجازت طلب کی تھی یہ اگلے عہد میں دستور تھا کہ جب تک مستند شیخ جس کو سلسلہ درسلسلہ اجازت درس وروایت ملتی آئی ہو اجازت نہ دے اس وقت تک کوئی شخص نہ روایت کرسکتا تھا۔ استاذ ابوحیان نے تمام مشہور ومعروف مصنفوں کی معرکۃ الآراء کتابوں کی فہرست لکھی اور علامہ ممدوح کو اجازت دیدی اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اندلس، افریقہ، مصر، حجاز وغیرہ دیگر بلاد اسلامیہ میں اپنے اساتذہ سے جو کچھ حاصل کیا اس کسب کی تم سب کو اجازت دیتا ہوں۔ نیز سب سے زیادہ جس چیز کی تم کو اجازت دیتا ہوں وہ ہے قرآن کو سات قرأتوں میں پڑھنا اور سب سے عمدہ میرے استاذ قرأت میں فخرالدین ابوطاہر ملیحی تھے علاوہ بریں صحاح موطا مسند ابن حمید مسند دارمی ان سب کتابوں کی اجازت دیتا ہوں۔

اس کے بعد بتایا کہ میرے اتنے استاد تھے اور میں نے ان کوششوں سے یہ سند

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حاصل کی ہیں۔ اور کہاں کہاں سارا سارا پھرا ہوں۔

استاذ ابوحیان کی فاضلہ بیٹی:

ابوحیان کے دلچسپ واقعات میں ایک واقعہ ہے کہ ان کی ایک صاحبزادی تھیں جنکا نام نضار تھا۔ نضار نے بھی اس عہد کی عورتوں کی طرح علوم دینیہ ادبیہ میں کمال حاصل کیا تھا وہ ایک ممتاز محدثہ خیال کی جاتی تھیں۔ تاریخ اندلس بتاتی ہے کہ وہاں کی عورتوں میں تعلیم وتربیت کا نہایت تکمیل کے ساتھ رواج تھا۔ چنانچہ جسطرح ہر عہد نامور علماء اور شعراء ادیبوں میں سے پیش کرتا تھا۔ اسی طرح عورتیں کمال حاصل کرکے ملک میں اعلیٰ کمال کا مرتبہ حاصل کرلیا کرتی تھی اس باعصمت خاتون نے قرأت اور حدیث کو تو اپنے یگانۂ عصر باپ سے حاصل کیا تھا۔ اور نحو کے اکثر متن ابن زبیر وغیرہ دیگر علماء اندلس سے اجازت لیکر زبانی یاد کرلئے تھے۔ آخر اس علمی تعلیم نے نضار کے دل میں دین کا جوش پیدا کردیا اور اندلس چھوڑ کر بغرض حج مکہ پہونچ گئیں۔ مکہ پہونچکر نضار نے اپنی سند سے اکثر احادیث روایت کیں۔ اور وہاں کے بعض علماء کو اپنا شاگرد بنایا اور اسی طور پر نضار نے مکہ معظمہ پر ایک مشہور استاد کی حیثیت پیدا کرلی۔

علامہ ابوحیان کو اپنی بیٹی سے نہایت الفت تھی اور جہاں تک ہوسکتا تھا اس کی نازبرداری میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے تھے۔ اکثر زبان سے یہ کلمہ نکل جاتا تھا۔ کہ کاش اس کا (نضار کا) بھائی جان اس سے اچھا نہیں تو اس کا ایسا ہوتا۔

علامہ صفدی فرماتے ہیں کہ ابوحیان نے بارہا نضار کی مجھ سے تعریف کی اور فرمایا "حدیث میں اسکی ایک تصنیف موجود ہے۔ زبان عرب کے ادبا کے متعلق اس کی لیاقت بے مثل ہے اشعار بھی کہہ سکتی ہے۔ اور طبیعت بہت اچھی پائی ہے۔

آہ! ابوحیان کو اس بیٹی کا بہت بڑا صدمہ دل پر اٹھانا پڑا۔ جمادی الآخر ۷۳۰ھ میں نضار نے ملک مصر میں انتقال کیا۔ ابوحیان اس صدمہ سے نہایت اندوہگیں ہوئے ملک ناصر ابن ... شاہ مصر تھا اس کی خدمت میں ابوحیان نے عرضداشت بھیجی کہ جس میں تو پہلے رنج والم ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صدمہ جانکاہ کا حال لکھا۔ اس کے بعد اجازت طلب کی کہ اگرچہ عام طور پر شہر ناصرہ کے اندر کسی لاش کا دفن کرنا ممنوع ہے مگر میں امیدوار ہوں کہ مجھے اجازت دیدی جائے کہ اپنی بیٹی کی لاش خاص شہر کے اندر دفن کردوں ملک ناصر کو عرضداشت دیکھ کے بڑا ترس آیا اور دستخط میں بہت کچھ ہمدردی اور دلدہی کے کلمات لکھے اور اجازت دیدی۔ اجازت کے بعد ابوحیان نے اپنی بیٹی کو نہلا اور کفنا کے خاص اس مکان میں دفن کیا جس میں رہتے تھے۔ یہ مکان قاہرہ کے محلہ برقوقہ میں واقع تھا۔ ابوحیان کو بیٹی کا اتنا بڑا غم ہوا کہ دفن کرنے کے بعد پورے ایک برس تک گوشہ نشینی کے عالم میں قبر ہی پر بیٹھے رہے۔ اور اس زمانے میں کسی سے نہیں ملے۔ اور گویا خیال کرلیا تھا کہ سوا مراسم عزاداری اور سوگواری کے انہیں اور کچھ کرنا ہی نہ تھا۔

شیخ صلاح الدین کہتے ہیں کہ میں دمشق میں تھا کہ مجھے نضار کے مرنے کی خبر پہونچی لہٰذا بطریق تعزیت چند اشعار کہے۔ اور ابوحیان کے پاس بھیج دیئے۔

اس مرثیے میں واقعی بعض بعض اشعار نہایت دردانگیز ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صلاح الدین کو بھی مرحومہ کے مرنے کا نہایت قلق تھا۔

شعر گوئی!

علامہ ابوحیان صرف ملا اور ایک مدرس ہی نہ تھے۔ طبیعت موزوں پائی تھی۔ اور اکثر شعر گوئی کا بھی مشغلہ رہتا تھا۔ ایک چھوٹا سا دیوان ان کی شاعری کی یادگار موجود ہے اگر کوئی ان اشعار کو دیکھے تو معلوم ہو کہ خیال آفرینی میں اس فاضل یگانہ کی طبیعت کیسی لڑتی تھی۔ ہر شعر صاف الفاظ میں بتا رہا ہے کہ میرا کہنے والا ایسا قادرالکلام ہے کہ جدھر بھی رخ کرے گا تمام ہم فنون پر سبقت لے جائے گا۔

عاشقانہ مضامین کو اس خوبی سے اور ایسے پر جوش اور دل پر اثر ڈالنے والے الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں کہ معلوم ہی نہیں ہوتا یہ کسی عالم و فاضل اور مولوی کے اشعار ہیں شاعری کا یہی کمال ہے کہ انسان جس خیال کی طرف توجہ کرے اپنی طبیعت کے دیگر جذبات سے بچا کے ادا کر دے۔ اور یہی سبب ہے کہ اہل علم کے اشعار شاعروں کی محفلوں میں بہت کم وقعت پیدا کرسکتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ ابو حیان میں یہ دوسرا کمال تھا کہ صرف عاشقانہ جذبات ہی ان میں نہ تھے ۔ اکثر نصائح اور دنیاوی فوائد کی باتوں کو بھی انہوں نے نظم کیا ہے ۔ اور اس خوبصورتی سے نظم کیا ہے کہ شاید اس سے زیادہ مؤثر طریقہ ان نصائح کے ادا کرنے کا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا ۔

پند و نصائح کے متعلق ابو حیان کے بہت سے اشعار ہیں کہیں دنیا کی مذمت میں طبیعت داری اور دوستوں کے نہ ملنے کو عجب مؤثر طریقہ سے ادا کر گئے ہیں ۔ غزلیت جو فارسی کی ایجاد ہے اس کا مادہ بھی ان کی طبیعت میں کمال کے ساتھ تھا ۔ ان کے اکثر نظم اسی اسلوب پر ہیں ۔ مگر اصل یہ ہے کہ جو غزل کی شان ہے وہ ان میں نہیں ہے لیکن ہاں کہتے تو خوب کہتے مگر ہم یہ کہیں گے کہ خوب ہوا جو عربی میں غزل سرائی کی بنیاد نہیں ڈالی ۔ ورنہ فارسی اور اردو کی طرح عربی شاعری بھی صرف خیال آفرینی پر محدود ہو جاتی اور کلام کے مؤثر بنانے یا واقعہ کی تصویر دکھانے کی قوت بالکل سلب ہو جاتی ۔

وفات :

الغرض علامہ ابو حیان جب تک زندہ رہے عربی زبان کو بے مثل ترقی دلاتے رہے ۔ یہاں تک کہ زمانہ نے انھیں تھکا دیا اور پیام اجل نے ایسے گرانمایہ شخص کو اس کے شاگردوں ہی سے نہیں ساری دنیا کے آغوش محبت سے چھین لیا ۔

استاذ ابو حیان کی تاریخ وفات میں مؤرخین اسپین اور مؤرخین ایشیا میں اختلاف ہو گیا ہے اہل اسپین ۷۴۷ھ بتاتے ہیں اور اہل ایشیا ۷۴۵ھ لکھتے ہیں ۔ مگر مؤرخ مقری نے نہایت انصاف پسندی سے فیصلہ کیا ہے کہ مؤرخین ایشیا کا بیان زیادہ قابل قبول ہے اس لئے کہ استاذ مرحوم نے انہیں کے پڑوس میں انتقال فرمایا تھا ۔

علامہ صلاح الدین جو شام کے مشہور ادیب تھے اور جن کو ابو حیان کے ہم عصر ہونے کی عزت حاصل تھی اور اپنے عصر کے مقتدائے زمانہ تھے لکھتے ہیں کہ علم نحو کے بادشاہ اور ہمارے استاذ ابو حیان نے تقریباً ۸۰ برس تک علم نحو کو فائدہ پہونچایا ۔ یہاں تک کہ ضعیفی نے ان کو بالکل تھکا دیا تھا ۔ انہوں نے شہر قاہرہ میں باب البحر کے باہر جس مکان میں رہتے تھے اسی میں ہفتے کے روز نماز عصر کے بعد صفر کی ۲۸ کو ۷۴۵ھ میں انتقال فرمایا ۔ اور دوسرے روز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقبرہ صوفیہ میں جو باب نحو کے باہر ہے دفن ہوئے دمشق کی مشہور مسجد جامع بنی امیہ میں لوگوں نے ان کے جنازے کی صلوٰۃ غائب پڑھی۔

صلاح الدین جو ہر طرح سے علامہ ابو حیان کے معترف تھے انہوں نے ابو حیان کا ایک نہایت ہی پرزور مرثیہ لکھا ہے۔ اس مرثیہ میں نحو تمام اصطلاحوں کو شاعرانہ خوبصورتی سے کھپایا ہے۔ بلکہ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ وہ مرثیہ زبان عرب کے دیگر مرثیوں پر بہت ترجیح رکھتا ہے۔

تصانیف!

علامہ ابو حیان کی تصانیف بہت ہیں۔ تقریباً چالیس پینتالیس کتابیں ہیں۔ جو استاذ ابو حیان کی برکتوں کی یادگار ہیں۔ ان کی تصانیف کو زیادہ تعلق نحو و صرف اور خاص اصول زبان عرب سے ہے۔ تمام وہ مصنفین جو استاذ ابو حیان کے بعد ہوئے ان سب پر ابو حیان کا بہت بڑا احسان ہے۔

ترقی زبان عربی!

الغرض استاذ ابو حیان ایک ایسے شخص تھے کہ سرزمین اسپین اور غرناطہ کو ہمیشہ ان پر فخر رہے گا۔ آج وہاں ان کے معترف اور ان کے فاتحہ خواں بلکہ ان کے نام کو عزت سے لینے والے بھی نہیں ہیں۔ لیکن زمانہ ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا اور سرزمین اسپین کو کبھی نہ بھولے گا۔ استاذ ابو حیان ایسے مقتدائے عصر اور یگانہ دہر کا نام ہے جس کی وجہ سے مغربی یورپ کا ایک ٹکڑا اپنے علم و فضل اور اپنی تہذیب کے اعتبار سے ان دنوں ایشیا میں ناموری حاصل کرسکا۔ جبکہ اس کے برابر کے تمام اضلاع اور کل حصص مغربی یورپ وحشی اور بالکل غیر مہذب تصور کئے جاتے تھے۔

خدا عزیق رحمت کرے ابو حیان کو جو باوجود مکہ عرب سے پانچ چھ ہزار میل فاصلہ پر تھے مگر زبان عرب کو اس سرگرمی سے ترقی دلا رہے تھے۔ اور شاید اسی کا اثر ہے کہ ہزار کوشش کی جائے مگر عربی الفاظ زبان اسپین سے نکالے نہیں نکلتے۔

کانڈھی جو مشہور مؤرخ اسپین ہے اس نے اپنی تاریخ میں صاف صاف لکھدیا ہے

(باقی صفحہ ۵۰ پر)

© rasailojaraid.com